نمبر ۷ | مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

موت اور مومن

"موت سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ مگر خدا کے غضب سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ موت تو بہرحال آنیوالی ہے۔ موت نہیں ٹلتی۔ مگر جو خدا کے دین کے خادم ہوں۔ اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہوں۔ ان کی عمر دراز کی جاتی ہے۔ جو اپنی زندگی کھانے پینے تک محدود رکھتے ہیں۔ اُن کا خدا ذمہ وار نہیں۔ موت مومن کے لئے خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ وہ ایک مرکب ہے۔ جو دوست کو دوست کے پاس پہونچاتی ہے"

(الحکم ۱۷۔ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۴۔ جولائی ۳۔ بجے بعد دوپہر ڈلہوزی سے بذریعہ موٹر تشریف لائے۔ اور جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کی اس درخواست پر کہ حضور چودہری شمشاد علی خاں صاحب مرحوم کی صاحبزادی کی شادی کو جو لفٹیننٹ خلیفہ ڈاکٹر تقی الدین صاحب کے ساتھ قرار پائی ہے۔ اپنی دعا سے بابرکت فرمائیں۔ ۱۴۔ کو ہی شملہ تشریف لے گئے۔ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

اس سال جامعہ احمدیہ کے بیس طلباء نے مولوی فاضل کا امتحان دیا تھا۔ جن میں سے گیارہ پاس ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ پانچ اصحاب نے پرائیویٹ طور پر یہ امتحان پاس کیا ہے۔ پاس ہونے والوں کی فہرست انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج کی جائے گی۔

۱۳۔ جولائی کسی قدر بارش ہوئی۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تازہ اجلاس کی روئداد

ارکان کمیٹی

حال ہی میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک جلسہ لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات شریک تھے:۔

(۱) سید محسن شاہ ایڈووکیٹ (۲) شیخ محمد صادق ایم ایل سی (امرتسر) (۳) مولانا غلام رسول مہر (۴) مولانا عبد المجید سالک۔ (۵) پروفیسر علم الدین سالک (۶) شیخ نیاز علی ایڈووکیٹ (۷) مسٹر محمد رفیق بیرسٹر (۸) چودھری غلام مصطفےٰ بیرسٹر (گوجرانوالہ) (۹) مولانا نور الحق پروپرائٹر "مسلم آؤٹ لک" (۱۰) چودھری عبد اللہ خاں بیرسٹر (۱۱) میاں فیروز الدین احمد۔ (۱۲) ڈاکٹر محمد عبد الحق ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (۱۳) چودھری محمد شریف پلیڈر (منٹگمری) (۱۴) خواجہ جلال الدین شمس (۱۵) عبد الرحیم درد ایم۔ اے (سکرٹری)

اس جلسہ میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔

سب کمیٹی گلینسی رپورٹ کا شکریہ

یہ جلسہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی اس سب کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کرتا ہے جس کا تقرر ۳۔ مارچ ۱۹۳۲ء کو عمل میں آیا تھا۔ نیز کمیٹی مذکورہ سب کمیٹی کے ارکان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ جنہوں نے محنت اور سرگرمی کے ساتھ رپورٹ طیار کی۔ اور مسٹر مڈلٹن کی تحقیقات سے صحیح نتائج اخذ کئے۔ اس کمیٹی کی رائے میں یہ رپورٹ چھاپنا اور شائع کرنا ضروری ہے۔ تاکہ صحیح حقائق اور نتائج عوام اور متعلقہ حکام کو معلوم ہو جائیں۔ اس کمیٹی کو افسوس ہے۔ کہ مسٹر مڈلٹن کے نتائج بالعموم یکطرفہ اور قیاسات پر مبنی ہیں:۔

ظالم حکام کے متعلق مطالبہ

اس کمیٹی کی رائے میں سری نگر۔ شوپیاں اور اننت ناگ میں جن حکام بالخصوص ٹھاکر کرتار سنگھ اور انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی نے لوگوں پر ظلم کئے ہیں۔ اُن کو مناسب سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ اس ظلم اور بربریت کا مظاہرہ نہ ہوسکے:۔

ریاست کا پریس ایکٹ

اس کمیٹی کی رائے میں ریاست جموں وکشمیر کا پریس اینڈ پبلیکیشن ریگولیشن آف ۱۹۸۹ء اسی مطلب کے قانون سے جو برطانی ہند میں رائج ہے۔ بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔ اگرچہ برطانیہ ہند میں اس وقت جو ہنگامی قانون رائج ہے۔ اس کے رُو سے حکام ضمانت طلب اور ضبط کرسکتے ہیں۔ لیکن اس آرڈی ننس کا نفاذ عارضی ہے۔ اور ہنگامی ضرورت کے بعد نہیں رہے گا۔ ریاست جموں وکشمیر کا مذکورہ ریگولیشن برطانی ہند کے ہنگامی آرڈی ننس کے طرز پر ہے۔ اور اس کو ریاست کا معمولی قانون بنایا گیا ہے۔ اس کمیٹی کی رائے میں ریاست جموں اور کشمیر کے پریس اور پبلیکیشن ریگولیشن کی دفعات نہایت سخت ہیں اور اس کی موجودگی میں ریاست کے باشندے آزادی کے ساتھ اظہارِ خیال کرنے سے قاصر ہیں۔ اس ریگولیشن کی انتہائی رجعت پسندانہ اور سخت نوعیت اس حقیقت سے ظاہر ہے۔ کہ اس کی وجہ سے وہ لوگ جو ریاست کی رعایا نہیں۔ وُہ نہ ریاست میں مطبع جاری کرسکتے ہیں اور نہ ریاست میں کچھ شائع کرسکتے ہیں۔ یہ کمیٹی تذبذب کے بغیر اس ریگولیشن کی مذمت کرتی ہے۔ اور محسوس کرتی ہے۔ کہ اس اعلان میں جو کئی مرتبہ کیا جاچکا ہے۔ کوئی خلوص نہیں۔ کہ ریاست کا قانونِ مطابع برطانی ہند کے قانون مطابع کے مطابق ہوگا۔ اس لئے یہ کمیٹی زور دیتی ہے۔ کہ ریاست اور عوام کے مفاد کے پیشِ نظر یہ امر ضروری ہے۔ کہ اس ریگولیشن میں اس طرح تبدیلی کردی جائے۔ کہ اس کی دفعات مطابع کے متعلق برطانی ہند کے معمولی قانون کے مطابق ہو جائیں:۔

گلینسی کمیشن

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا یہ جلسہ گلینسی کمیشن کی جو مسلمانان کشمیر کی شکایات کی تحقیقات کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا تحقیقات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ مسلمانانِ کشمیر کی شکایات صحیح ہیں۔ اور فرضی نہیں:۔

یہ جلسہ کمیشن کے ہمدردانہ رویہ کی تعریف کرتے ہوئے جو اس نے مسلمانوں کی شکایات کی تلافی کے لئے سفارشات میں ظاہر کیا ہے اس امر کو افسوس سے دیکھتا ہے۔ کہ سفارشات میں لوگوں کے بالخصوص مندرجہ ذیل مطالبات تسلیم نہیں کئے گئے:۔

(۱) تقریر، مطبع اور اجتماع کی آزادی

(۲) وزراء کا مسئلہ

(۳) آرڈی ننسوں کی واپسی

(۴) عام معافی۔

تبدیل مذہب کرنے والوں کی وراثت

اس کمیٹی کی رائے میں برطانی ہند کا ریگولیشن آف ۱۸۵۰ء جس کے ماتحت تبدیل مذہب کرنے والے کی وراثت پر اثر نہیں ہوتا ریاست کشمیر میں بھی رائج کیا جائے۔ اس میں ریاست کشمیر کے ہندو اور مسلمان دونوں کا مفاد ہے۔ خصوصاً جبکہ اس قانون میں جو اصول مضمر ہے۔ وُہ گزشتہ ۸۲ سال سے برطانی ہند میں رائج ہے۔ اور کسی قوم کی طرف سے کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا:۔

ملازمتوں کے متعلق مسلمانوں کے حقوق

اس کمیٹی کی رائے میں ریاست کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی نیابت کے متعلق مسٹر گلینسی کی سفارشات نہایت مبہم ہیں۔ اور ان سے کسی قسم کا اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ اس کمیٹی کو یقین ہے۔ کہ ریاست میں ملازمتوں کے متعلق مسلمانوں کے حقوق کے مناسب تحفظ کا مؤثر طریقہ صرف یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کی آبادی کے مطابق فیصدی تناسب مقرر کیا جائے:۔

اس کمیٹی کو اعتماد ہے۔ کہ مسلمانانِ جموں وکشمیر کمیشن کی سفارشات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اور باقی شکایات کی تلافی کے لئے مناسب اور آئینی طریقے سے کوشش کرتے رہیں گے۔

احراری قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا یہ جلسہ حکومت پنجاب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں جو قیدی سزایاب ہیں۔ ان کو رہا کردیا جائے:۔

اس کے بعد جلسہ میں کمیٹی کے فنڈ میں اضافہ کرنے کے لئے متعدد تجاویز پر بحث وتمحیص ہوئی۔ اور جلسہ صاحب صدر کے شکریہ کی قرارداد منظور کرنے کے بعد برخاست ہوا۔ (اے۔ آر درد سکرٹری کشمیر کمیٹی)

دینی خدمات کے لئے آنریری کارکنوں کی ضرورت

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دن دُونی اور رات چوگنی ترقی کررہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بہت سے وعدے جن کی نسبت ہمیں خیال تھا۔ کہ آئندہ آنے والی خوش قسمت نسلیں ان کو پورا ہوتے ہُوئے دیکھیں گی۔ وُہ ہماری آنکھوں کے سامنے پُورے ہورہے ہیں یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ اور اس رحیم وکریم کی دین ہے۔ ہم میں کوئی خوبی نہیں۔ اس لئے اس رحیم وکریم ہستی کے فضلوں اور احسانوں کے سامنے شرمندگی سے ہماری گردنیں جھکی ہُوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی بڑھتی ہُوئی کرمفرمائیوں کا اہل بنائے۔ اور ہمیں وُہ جذبۂ ایثار وقربانی اور وفاداری عطا فرمائے جس کو دیکھ کر دُنیا کی قومیں حیران ہوں اور ہمارا آقا خوش:۔

لیکن اس غیر معمولی ترقی کے ساتھ ساتھ ہماری ذمہ داریاں اور فرائض بھی بڑھ رہی ہیں۔ اور ہم لوگ جو اس وقت قادیان میں کام کررہے ہیں اس بات کو بڑے زور سے محسوس کررہے ہیں۔ کہ باوجود کوشش کے ہم ان تمام فرائض کی ادائگی سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے اس لئے وہ تمام احباب جو پنشنیں لیکر گورنمنٹ سروس سے سبکدوش ہوچکے ہیں یا اللہ تعالےٰ نے ان کو ایسی فارغ البالی عطا کی ہے کہ بلاتکلف اپنا وقت کلی یا جزئی طور پر اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خدمت اسلام کے لئے دے سکیں۔ اپنے اسمائے گرامی ارسال کرکے ممنون فرمائیں۔

ایسے اسماء کے پہونچنے پر مناسبت اور اہلیت کو مدنظر رکھتے ہُوئے دین کی فردی خدمات ان کے سپرد کی جائیں گی۔ اور ایک نظام کے ماتحت کام تقسیم کیا جائے گا:۔

کوشش تو یہی ہونی چاہیئے۔ کہ زندگی کے چند ایام جو اس دنیائے دوں کی کشاکش سے بچ گئے ہیں۔ دیارِ محبوب میں گزارے جائیں۔ لیکن جو احباب کسی مجبوری یا مصلحت کے باعث ابھی اپنے وطن کو نہ چھوڑ سکتے ہوں۔ وُہ بھی اپنے نام بھیجدیں۔ ایسے احباب سے ان کے علاقہ میں ہی کام لیا جائیگا:۔

بعض دوست اس سے قبل کام کررہے ہیں۔ انہوں نے نہایت مفید سے مفید کام کیا ہے۔ تاہم نظام جماعت یہ چاہتا ہے۔ کہ وُہ بھی اپنے ناموں سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

اچھوت اقوام اور ہندو

اچھوتوں کو ہندو ہر رنگ میں نقصان پہنچا رہے ہیں

اچھوت ادہار کے دعوے

ہندوؤں میں ان لوگوں کے متعلق جنہیں وہ اچھوت کہتے ہیں۔ حد درجہ کی نفرت وحقارت چونکہ ہندو دھرم کی پیدا کردہ ہے۔ اور اسے ہندوؤں کا دل سے نکال دینا گویا ہندو دھرم کے احکام اور ہندو ازم کی صدیوں کی روایات اور طریق عمل کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اس لئے آریہ صاحبان باوجود "اچھوت ادھار" کے بڑے بڑے دعوؤں اور بے حد نمائشی کوششوں کے اس وقت تک نہ صرف اچھوت اقوام کو ہندوؤں میں انسانیت کا درجہ نہیں دلا سکے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے سخت نقصان اور تکالیف کا باعث بن رہے ہیں۔ اور قدامت پسند ہندوؤں کے مذہبی جذبات بھڑکا کر اچھوتوں کو مبتلائے مصائب کر رہے ہیں۔

اگر آریہ اچھوتوں کے خیرخواہ ہوتے

اگر آریوں کے مدنظر اچھوتوں کے ذریعہ اپنی تعداد میں اضافہ کرنا اور ان کے حقوق سے خود فائدہ اٹھانا نہ ہوتا۔ بلکہ ان کی ترقی اور بھلائی مدنظر ہوتی۔ ان کی ذلت اور نکبت کو دور کرنا ہوتا۔ تو وہ ایسا طریق عمل اختیار کرتے۔ جس سے حقیقت میں ان کو کوئی فائدہ پہونچتا۔ اور خاص کر جب اچھوتوں کے گلے میں مختلف قسم کے سبز باغ دکھا کر شدھی کا پھندا ڈال لیتے ہیں۔ اور انہیں ہندو دھرم کی شرن میں لے آنے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ تو چاہئے تھا کہ اپنے آپ میں اور ان میں کوئی امتیاز باقی نہ رہنے دیتے۔ انہیں مندروں اور دوسرے مذہبی مقامات میں داخل ہونے کا پورا پورا حق دے دیتے۔ اپنی تعلیم گاہوں میں ان کے بچوں کو داخل کر لیتے ان کے ساتھ مل کر کھاتے پیتے اور خاکر ان سے رشتہ ناطہ کے تعلقات پیدا کرتے

اچھوتوں کو کنوؤں پر چڑھانا

لیکن اس طرف سے بالکل اغماض برتتے ہوئے انہوں نے آج کل صرف یہ کوشش شروع کر رکھی ہے۔ اور اپنی ہمدردی وخیر خواہی کے اظہار کا یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ دیہاتوں میں ہندوؤں کے کنوؤں سے اچھوتوں کو پانی بھروایا جائے اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ اچھوتوں اور ہندوؤں میں لڑائی جھگڑے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور بیچارے اچھوت آریوں کی باتوں میں آ کر سخت مصائب میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

تازہ واقعہ

اس قسم کا تازہ واقعہ کومالی ضلع انبالہ میں ہؤا ہے۔ جہاں مختلف مقامات کے آریوں نے جمع ہو کر "اچھوت ادھار سبھا" کا جلسہ کیا۔ اور اچھوتوں کے ادھار کے متعلق یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ کہ مقامی کنوؤں سے اچھوتوں کو پانی نکالنے پر آمادہ کیا۔ چونکہ یہ بات دوسرے ہندوؤں کے نزدیک ان کے دھرم کو بھرشٹ کرنے والی تھی۔ اس لئے اچھوتوں کے ساتھ ان کا تصادم ہو گیا۔ اور آریہ اخبارات کا بیان ہے۔ کہ کئی اچھوت سخت زخمی ہوئے۔

مبتلائے مصیبت اچھوتوں کی امداد سے پہلوتہی

معلوم ہوتا ہے۔ اچھوت ادہار کے شوقین آریہ جنہوں نے اچھوتوں کو ہندوؤں کے کنوؤں سے پانی بھرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ اس موقعہ پر جبکہ ان کا پیدا کردہ فساد رونما ہو گیا۔ دور کھڑے تماشہ دیکھتے رہے اور کسی نے اس فساد کو روکنے۔ اور اچھوتوں کی کسی قسم کی امداد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ کیونکہ آریہ اخبارات میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ لکھا ہے۔ کہ ان میں سے کسی کو خراش ہی آئی۔ حالانکہ چاہئے یہ تھا۔ کہ جب ان کی انگیخت پر اچھوتوں نے صدیوں کے سابقہ طریق عمل کے خلاف ہندوؤں کے کنوؤں پر چڑھائی کی تھی۔ اور ہندو مزاحم ہوئے تھے۔ تو وہ اس تصادم کو روکتے۔ اچھوتوں کو زخمی ہونے سے بچاتے۔ اور خواہ کچھ ہو جاتا۔ انہیں ہندوؤں کے کنوؤں سے پانی بھرواتے۔ اس صورت میں سمجھا جاتا۔ کہ انہیں اچھوتوں سے حقیقی ہمدردی ہے۔ اور ان کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ بحالات موجودہ تو یہی کہنا پڑے گا۔ کہ بیچارے اچھوتوں کو آریہ خواہ مخواہ مصائب میں مبتلا کرنے کے درپے ہیں۔ اور ان کے لئے دیہاتوں میں زندگی بسر کرنا ناممکن بنا رہے ہیں۔

آریوں کی گرفتاری

جس واقعہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ذمہ وار حکام پر بھی یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ اس فساد کے باعث وہی آریہ ہیں۔ جنہوں نے اچھوتوں کو اکسایا۔ چنانچہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ علاقہ نے موقعہ پر پہنچ کر جب تحقیقات شروع کی۔ تو بیس کے قریب آریوں کو گرفتار کر لیا۔ دراصل اچھوتوں کی نسبت یہی لوگ اس واقعہ کے ذمہ وار ہیں۔ اور انہی کو اس کا خمیازہ بھگتنا چاہیئے۔ اچھوت ہندوؤں کے کنوؤں سے پانی نہ لینے کی صورت میں بھی اس وقت تک گزارہ کرتے ہی رہے ہیں۔ اور یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ان کے لئے پانی حاصل کرنے کا کوئی اور انتظام نہ تھا۔ اس لئے آریوں نے انہیں ہندوؤں کے کنوؤں پر چڑھا دیا۔ علاوہ ازیں ہندوؤں کے کنوؤں سے پانی لے لینے پر اچھوتوں کی حالت میں کوئی تغیر نہیں واقعہ ہو سکتا ایسی صورت میں یہ خواہ مخواہ کی شرارت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اور اس بناء پر حکام ان کو فساد کا ذمہ وار قرار دینے میں بالکل حق بجانب ہے۔

آریوں کو کیا کرنا چاہیئے

آریوں کو چاہیئے۔ کہ اگر وہ فی الواقعہ اچھوت اقوام کو ان کے انسانی حقوق دینا چاہتے ہیں۔ تو انہیں معاشرتی اور مجلسی لحاظ سے اپنے مساوی قرار دیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔

اچھوتوں میں آریوں سے تنفر

عام اچھوتوں کے ساتھ آریوں کا انسانوں کا سا سلوک کرنا تو الگ رہا۔ وہ اچھوت جنہیں کئی قسم کے وعدوں کے ذریعہ شدھی کے جال میں پھنسا چکے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی وہ اس وقت تک کوئی اچھا سلوک نہیں کر سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان میں بھی آریوں کے متعلق بد دلی اور تنفر پیدا ہو گیا ہے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود آریہ کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار "پرکاش" (۳ جولائی) لکھتا ہے:-

"آریہ سماج کا شدھی اور دلت ادہار کا کام اس اتساہ سے نہیں ہو رہا جس سے ہونا چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ اچھوت جن کے اندر آریہ سماج نے امنگیں پیدا کر دیں۔ سنتشٹ (مطمئن) نہیں انہیں جو آشائیں (امیدیں) دلائی گئیں۔ ان کے پورا نہ ہونے سے وہ ان سبز باغوں سے اپنی آشائیں پوری کرنے کی دھن میں ہیں۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرف سے انہیں دکھائے جا رہے ہیں۔ .... انیک آریہ بنے ہوئے اچھوت آریہ سماجیوں کی

کمزوری کی وجہ سے عیسائی ہونے لگے ہیں؟

جب اچھوتوں سے آریہ بننے والوں کی یہ حالت ہے۔ اور آریہ اس وقت تک ان کو مطمئن نہیں کر سکے۔ اور با قرار خود نہ اُن کی وُہ اُمیدیں پُوری کر سکے ہیں۔ جن کی بناء پر انہیں آریہ بنایا گیا تھا۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ وُہ اچھوت جو اپنے مذہبی رسم و رواج پر قائم رہنا چاہیں۔ ان کو انسانیت کے حقوق دے سکیں۔

اچھوتوں میں بیداری

دراصل آریوں کی کوشش صرف یہ ہے۔ کہ محض زبانی وعدوں سے اچھوتوں کو اپنے جال میں پھنسائے رکھیں۔ اور ان کے ذریعہ اپنی تعداد میں اضافہ کر کے سیاسی اور ملکی حقوق حاصل کریں۔ مگر اس میں چونکہ صرف آریوں کا فائدہ ہے۔ اور اچھوتوں کا سراسر نقصان اس لئے ممکن نہیں۔ کہ اچھوت اقوام مطمئن ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان میں ہندوؤں کی خود غرضیوں کے خلاف بے حد جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور انہیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ جب تک وُہ ہندوؤں کے قبضہ و تصرف سے آزاد ہو کر اپنی ترقی کے لئے جدوجہد نہ کریں گے اس وقت تک ذلّت و نکبت کے گڑھے سے نہ نکل سکینگے۔

ہندوؤں کے آلہ کار اچھوت

اسی احساس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے وُہ لوگ جنہیں ہندوؤں نے بے بنیاد "آشائیں" دلا کر اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے۔ ان کے خلاف بھی اچھوتوں میں ناراضی کا پُر زور جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور گزشتہ تھوڑے ہی عرصہ میں کئی مواقعہ پر اس کا اظہار ہو چکا ہے۔ حال ہی میں جب چند ایک ایسے لوگوں نے بمبئی میں جلسہ کر کے ہندوؤں سے وابستہ رہنے کا اعلان کرنا چاہا۔ تو اس جلسہ کے صدر مسٹر راجا کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے بہت بڑی تعداد میں اچھوت اقوام کے لوگ بمبئی کے وکٹوریہ ٹرمینس سٹیشن پر ہاتھوں میں سیاہ جھنڈے لے کر جمع ہو گئے۔ "اور راجا موہنجے پیکٹ برباد" کے نعرے لگانے لگے۔ اس وجہ سے مسٹر راجا کو پوشیدہ طور پر ایک دوسرے سٹیشن پر اتار لیا گیا۔ اور پھر ایک بند کمرہ میں جلسہ کیا گیا۔ جب جداگانہ نیابت کے حامیوں نے جلسہ میں شریک ہونا چاہا۔ تو انہیں روک دیا گیا۔ جس پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ۵۴ کے قریب آدمی زخمی ہو گئے۔ جن میں سے ۱۲ شدید زخمی ہیں۔

ہندو اچھوتوں میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں

چونکہ ہندو ان لوگوں کی پشت پناہ بنے ہُوئے ہیں۔ جو نہایت قلیل التعداد ہوتے ہُوئے اچھوت اقوام کی اکثریت کے منشا کے خلاف ہندوؤں سے وابستہ رہنے کا اعلان کرتے ہیں۔ بلکہ ان سے سب کچھ ہندو ہی کرا رہے ہیں۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اچھوت اقوام میں اس تفرقہ کا باعث بھی ہندو ہی ہیں۔ اور اس سے بھی ان کی یہی غرض ہے۔ جس کا اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور جو یہ ہے۔ کہ اچھوت اقوام کو اپنے قبضہ سے آزاد نہ ہونے دیں اور ان کے حقوق سے خود فائدہ اٹھاتے رہیں۔

مُسلمانوں کا فرض

غرض اچھوت اقوام کے متعلق ہندوؤں کی ہر ایک کوشش خواہ وُہ سیاسی رنگ میں ہو۔ یا مذہبی رنگ میں۔ محض خود غرضی پر مبنی ہے اس وقت تک اچھوت اقوام کو وُہ نہ کوئی فائدہ پہنچا سکے ہیں اور نہ پہنچا سکتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے روز بروز زیادہ مشکلات اور مصائب پیدا کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جہاں ان اقوام کا فرض ہے۔ کہ وُہ ہندوؤں سے کامل طور پر علیحدہ ہو کر اپنی ترقی کے لئے جدوجہد کریں۔ اور وُہ ایسا ہی کر رہی ہیں۔ وہاں مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وُہ ہر موقعہ پر ان کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں پوری پوری امداد دیں۔

کشمیر کے ہندوؤں کو وزیر اعظم کا جواب

پچھلے دنوں کشمیر کے ہندوؤں نے گلینسی رپورٹ کو مسترد کرانے کے لئے جو ایجی ٹیشن کی تھی۔ اور جسے بالآخر یہ کہکر ختم کر دیا گیا تھا کہ حکومت نے ان کے مطالبات منظور کر لینے کا وعدہ کر لیا ہے اسی سلسلہ میں ہندوؤں کا ایک وفد وزیر اعظم کے پاس گیا تھا۔ اس کی معروضات تو سُن لی گئی تھیں۔ لیکن جواب بعد میں دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ جواب اخبارات میں شائع ہُوا ہے۔ اس میں صاف طور پر وزیر اعظم نے کہدیا ہے۔ کہ گلینسی کمیشن کی سفارشات پر جو احکام صادر ہو چکے ہیں۔ وُہ نہیں بدلے جا سکتے۔ اور ملازمتوں کے متعلق ہندوؤں نے جو درخواست کی ہے۔ وُہ اگر منظور کر لی گئی تو ریاست کے باشندوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دے گی"

اسی طرح زمینداره قانون اور ایکٹ انتقال اراضی کو منسوخ کرنے سے بھی انکار کر دیا گیا ہے۔ نیز بعض خاص تالابوں کے متعلق ہندوؤں کا جو یہ مطالبہ تھا۔ کہ ان کے استعمال کا حق صرف ہندوؤں کو ہی ہونا چاہئے۔ اسے بھی مسترد کر دیا گیا ہے۔ اور بتا دیا گیا ہے۔ کہ "بہت سے تالاب ریاست کی طرف سے پبلک کے روپیہ سے کھدوائے گئے ہیں۔ اگرچہ انہیں ہندوؤں نے ہی خاص طور پر اب تک استعمال کیا۔ مگر چونکہ ریاست نے ان تمام جماعتوں کے مفاد کی حفاظت کرنی ہے۔ جو کہ اس کی رعایا ہیں۔ لہذا کسی قسم کا امتیاز تالابوں کے استعمال میں ضروری نہیں معلوم ہوتا"

وزیر اعظم کا جواب نہایت معقول اور قابل تعریف ہے۔ ہندوؤں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کے حقوق غصب کرنا۔ اور ان کے مفاد کی پروا نہ کرنا۔ ان کا وراثتی حق ہے۔ مگر اب انہیں اپنے اس خیال کی اصلاح کر لینی چاہیئے۔

مُسلمانانِ سیالکوٹ کو جلوس نکالنے کی بندش

کہا جاتا ہے۔ کہ سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر نے مسلمانانِ سیالکوٹ کو "عید میلاد" کے موقعہ پر جلوس نکالنے کی اجازت دینے کے بعد اس لئے منسوخ کر دی۔ کہ بعض مُسلمان تلواروں کے ساتھ جلوس میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ ہندو اخبارات حسب معمول ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی اس کارروائی کی تائید کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ معاملہ مسلمانوں کا ہے۔ اور اس بات کو بالکل بھول چکے ہیں۔ کہ پچھلے دنوں بعض مقامات پر جب آریہ سماجیوں کے جلوسوں پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ تو انہوں نے کس قدر شور مچایا تھا۔

اگر بد امنی کے یقینی آثار دیکھ کر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے جلوس میں تلوار رکھنے کی اجازت نہ دی۔ تو اور بات ہے لیکن ایسی حالت میں کہ تلوار مُسلمان کے ہاتھ ہو۔ تبھی خطرہ میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ اگر وُہ "کرپان" کے نام سے سکھوں کے ہاتھوں میں ہو تو بھی نقصان رساں ہو سکتی ہے لیکن سکھوں کے جلوسوں کو کبھی اس وجہ سے نہیں روکا گیا۔ کہ ان کے پاس کرپانیں ہیں۔

جن اضلاع میں قانونی طور پر تلوار رکھنے کی اجازت حاصل ہے۔ وہاں کرپان اور تلوار کو ایک ہی درجہ حاصل ہونا چاہیئے یعنی جو پابندی کرپان پر عائد نہ کی جائے۔ وُہ تلوار پر بھی نہیں عائد ہونی چاہیئے۔ اگر جلوس میں کرپان لائی جا سکتی ہے۔ تو تلوار کے لانے کی بھی ممانعت نہیں ہونی چاہیئے۔

پونڈری کا فساد اور ہندو

پونڈری میں تعمیر مذبح کے موقعہ پر قلیل التعداد مُسلمان چونکہ ہندوؤں کے بہت بڑے مجمع میں گھر گئے۔ جو آلات سے مسلح تھا۔ اس لئے نہ تو اپنی حفاظت کر سکے۔ اور نہ کسی ہندو کو زخمی کر سکے۔ صرف مسلمان ہی قتل ہُوئے۔ اور مُسلمانوں کو ہی زخم آئے۔ اس پر ہندو اخبارات میں یہ افسانہ گھڑا گیا۔ کہ حملہ دراصل ہندوؤں نے نہیں کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے ہی ایک فریق نے دوسرے فریق پر حملہ کیا۔ اور جو لوگ قتل اور زخمی ہُوئے۔ وُہ مسلمانوں کے دونوں فریق کے ہیں۔

لیکن اب وہی اخبارات یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ بے شک فساد تو ہندو مسلمانوں میں ہُوا۔ اور ہندوؤں کے ہاتھوں تین مسلمان قتل اور بہت سے زخمی ہُوئے۔ لیکن پہلے حملہ مُسلمانوں نے کیا تھا۔ چنانچہ "پرکاش" لکھتا ہے:۔ "حملہ پہلے ان مُسلمانوں کی جانب سے ہُوا تھا جو مسلح ہو کر زبردستی مذبح بنانے کو گئے تھے"

مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر پہلے حملہ مُسلمانوں نے کیا تھا۔ اور مسلح ہو کر کیا تھا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ کسی ایک ہندو کو بھی کوئی معمولی زخم نہ لگا۔

اشتہار "آخری فیصلہ" محض دعائے مباہلہ ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے "آخری عُذر" کا جواب

الفضل کے کالموں میں بہ تفصیل ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رقم فرمودہ اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء اور اس میں مندرجہ دعا یکطرفہ بد دعا نہ تھی۔ بلکہ دعائے مباہلہ تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے تمام عذرات باطل ثابت کرکے حقیقت واشگاف کی گئی۔ اور بالآخر الفضل ۲۳ر فروری کے مضمون میں دوبارہ مطالبۂ حلف کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیشکردہ شرائط مباحثہ منظور کرکے اس موضوع پر تحریری اور فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت قبول کی گئی ہے۔ لیکن اخبار اہلحدیث اب اس بارہ میں بالکل خاموش ہو گیا ہے۔ میرے نزدیک مذہبی انسان کے لئے اس سے بڑھ کر مقام ذلت نہیں ہو سکتا۔ کہ نہ وہ مخالف فریق کے دلائل بینہ کا جواب دے سکے۔ نہ تحریری مناظرہ پر جرأت کر سکے۔ اور نہ ہی اپنے دعویٰ اور اس کی صحت پر موکد بعذاب حلف اٹھا سکے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور نہ تھے۔ ہاں اتمام حجت کے باقی تمام طریق ہم اختیار کر چکے ہیں۔ اشتہار آخری فیصلہ کا دعائے مباہلہ ہونا کم از کم بارہ زبردست دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(الفضل ۱۵، ۲۲، ۲۹ر نومبر ۱۹۳۱ء)

کیا مولوی صاحب ان دلائل کو رد کر سکتے ہیں؟ پھر دوسرے درجہ پر ہم نے ان سے اس حلف کا مطالبہ کیا۔ کہ میں (ثناء اللہ) نے اشتہار "آخری فیصلہ" کو ۱۹۰۷ء اور اس کے بعد بھی یکطرفہ دعا سمجھا۔ اور لکھا۔ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ مگر ان کو موکد بعذاب قسم کی جرأت کہاں؟ آخر الامر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی سند پیش کرتے ہوئے ان کا مطلوبہ تحریری مناظرہ منظور کیا گیا۔ اس پر بھی آپ بے حس و حرکت ہیں۔ ان حالات میں ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کوئی دانشمند اہلحدیث بھی مولوی صاحب کو حق بجانب قرار دے سکے۔ پس مولوی صاحب کا کوئی معقول طریق اختیار نہ کرنا۔ اور محض سادہ لوح اہلحدیثوں کو مغالطہ دینے کے لئے اپنی "ناکام زندگی" پیش کرتے رہنا سراسر نازیبا حرکت ہے۔

"آخری مضمون"

مولوی صاحب نے اہلحدیثوں کے حلقہ میں نہایت محدود رسالہ "مرقع قادیانی" میں اس موضوع پر ایک مضمون لکھا ہے۔ اور اسے "آخری مضمون" قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس مضمون میں بیان شدہ عذر یا اعتراض کو آخری قرار دیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کتاب "تجلیات رحمانیہ" کے پانچویں باب کی طرف اشارہ کرکے لکھا ہے:-

"مولوی اللہ دتا نے باتباع مرزا بے معنی طول سے یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ مذکورہ دعائے مرزا دراصل مرزا صاحب کی طرف سے دعائے مباہلہ تھی۔ یعنی مرزا صاحب نے بطور مباہلہ یہ دعا کی تھی جسے مولوی ثناء اللہ نے نامنظور کیا۔ اسی مباہلہ کے متعلق مذکورہ الہام تھا۔ چونکہ مباہلہ منعقد نہیں ہوا۔ لہذا دعا نافذ نہ ہوئی"

(رسالہ مارچ ۱۹۳۲ء)

آخری عُذر

دلائل و براہین کے مجموعہ کو "بے معنی طول" کہکر اپنی عاجزی اور بیچارگی کا ثبوت دینے کے لیے وہ "آخری عذر" جو غالباً ابھی آپکو سوجھا ہے۔ باین الفاظ پیش کرتے ہیں:-

"مرزا صاحب متوفی نے ایک کلام خود ایسا فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ دعا مباہلہ نہیں۔ کیونکہ اس دعا سے بہت پہلے مرزا صاحب سلسلہ مباہلہ ترک کر چکے تھے .... ہاں مرزا صاحب تو اپنی طرف سے مباہلہ کی سلسلہ جنبانی بند کر چکے لیکن مخالفین کے لئے مباہلہ کرنے کا موقعہ البتہ باقی رکھا .... اسی عام اصول کے ماتحت تتمہ کتاب ہذا (حقیقۃ الوحی) میں لکھتے ہیں "اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس گندے طریق سے باز نہیں آتے۔ تو میں بخوشی قبول کروں گا۔ اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کریں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳)

پس بالوضاحت ثابت ہے۔ کہ مرزا صاحب کے مذکورہ اعلان "آخری فیصلہ" کو دعائے مباہلہ کہنا خود مرزا صاحب کی تصریحات کے خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب اپنی تحریر مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۰ کے موافق تحریک مباہلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں ہماری طرف سے تحریک و دعوت ہوتی۔ تو وہ قبول کرتے۔ مگر ہم نے کبھی مباہلہ کی دعوت نہیں دی۔ پھر کیوں یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ اس دعا کو دعائے مباہلہ بتا کر مشتبہ کیا جائے۔" (مرقع صفحہ ۲)

معزز قارئین! مولوی صاحب کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اقرار مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۰ کے مطابق جو ۱۶ر جولائی ۱۹۰۶ء کو تحریر کیا گیا۔ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنی طرف سے دعوت مباہلہ نہیں دے سکتے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی مباہلہ کے لئے تحریک و دعوت نہ دی تھی۔ پس متنازعہ اشتہار جو حقیقۃ الوحی کی عبارت کے بعد لکھا گیا ہے۔ دعائے مباہلہ نہیں ہو سکتا۔

کِذب صریح

افسوس کہ مولوی صاحب نے اس "آخری عذر" کی بنیاد بھی کذب صریح پر رکھی۔ بلاشبہ یہ سچ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی طرف سے دعوتِ مباہلہ میں ابتدا ملتوی کرنے کا عزم کر لیا تھا۔ اور حضورؑ نے حقیقۃ الوحی کی عبارت میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر مولوی صاحب کا یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے۔ کہ انہوں نے مباہلہ کے لئے تحریک نہیں کی۔ کیونکہ ہر وہ شخص جس نے احمدیہ لٹریچر اور ثنائی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے۔ اسے بخوبی معلوم ہے۔ کہ رسالہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعوتِ مباہلہ دی تھی۔ اس کی شوکت و ہیبت سے ڈر کر مولوی ثناء اللہ صاحب نے صریح فرار کیا۔ مباحثہ مد ضلع امرتسر کے موقعہ پر۔ پھر مولوی صاحب نے ندامت کو چھپانے کے لئے مباہلہ پر آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی "دستخطی تحریر" بنا پر رسالہ اعجاز احمدی میں نہایت شاندار اور جلالی الفاظ میں مباہلہ کی دعوت منظور کر لی۔ بلکہ پیشگوئی بھی کر دی۔ کہ:-

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے۔ تو ضرور وہ پہلے مریں گے" (اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)

مگر اس دفعہ بھی مولوی صاحب نے بزدلی دکھائی۔ اور اعجاز احمدی کی عبارت نقل کرکے لکھ دیا:-

"میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں"

(رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۱۱۶)

مولوی صاحب کس اعتراف عجز کے بعد فریقین کی تحریروں میں اس سلسلۂ مباہلہ کا ذکر نہیں آتا۔ گویا ایک فترۃ واقع ہو جاتی ہے۔ جسکی کیفیت ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی میں مذکورہ بالا عبارت تحریر فرماتے ہیں۔ اور بالکل درست فرماتے ہیں۔ اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ گیارہ سال کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب

نے انجام آتھم کے سلسلہ مباہلہ کے ضمن میں کوئی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کی ہے۔ یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مارچ ۱۹۰۷ء میں مولوی صاحب نے دیرینہ خفت کو مٹانے کے لئے ایک مضمون کے سلسلہ میں لکھا:

"مرزائیو! سچے ہو۔ تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں تم پہلے صوفی عبد الحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔" (اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۰)

ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ نے عقل و فہمید بخشی ہے۔ اس عبارت کو پڑھ کر بے ساختہ پکار اٹھے گا۔ کہ بے شک مولوی صاحب نے مباہلہ کے لئے تحریک کی ہے۔ بلکہ انجام آتھم والے چیلنج کے مطابق آمادگی ظاہر کرتے ہوئے بالفاظ دیگر مباہلہ کا چیلنج کیا ہے۔ جس کے جواب میں جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے حضرت مسیح موعود کے حکم سے "فی الفور اعلان کر دیا:۔

"اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔" (بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریک مباہلہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کی عبارت اوپر درج ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے دعوت مباہلہ سمجھا۔ اور اس دعوت کو اگر منظور کر لیا۔ اور بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے اعلان منظوری کا مولوی صاحب ابھی جواب دینے نہ پائے تھے۔ کہ مشیت ایزدی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص تحریک فرما کر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار "آخری فیصلہ" بصورت دعا مباہلہ شائع کرایا۔

اس امر کا ثبوت کہ ۲۹ مارچ کے "اہلحدیث" کی عبارت بالا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کی طرف سے تحریک مباہلہ سمجھی تھی۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تحریر بھی ہے۔ جو آپ نے ۴ اپریل کے بدر والے مضمون کے جواب میں لکھی جس میں لکھتے ہیں۔

"میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں"

(اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

ناظرین کرام! اس امر کو نظر انداز کر کے کہ مولوی صاحب ہر موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلالی تحدی کے مقابل بزدلی و جھوٹ سے کام لیتے رہے ہیں۔ اور حیلہ سے کتراتے رہے ہیں بر موجودہ میں آپ کے سامنے ہیں [illegible] غرض محال میں کہتا ہوں۔ مولوی صاحب نے ۲۹ مارچ کے اہلحدیث میں دعوت مباہلہ نہیں دی۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔ مگر یہ تو مسلم امر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی عبارت کو دعوت مباہلہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ۱۹ اپریل کے اہلحدیث میں فقرہ "آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں" سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ بنا بریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقۃ الوحی کے بیان کے باوجود ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار آخری فیصلہ مشتمل بر دعاء مباہلہ شائع کرنا بالکل درست بلکہ ضروری اور واجب تھا۔ کیونکہ ؎

صادق بزورے نبود گر بستاند قیامت را

پس مولوی صاحب کا آخری عذر بھی تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہے

مشیت ایزدی کا نظارہ

اس دعاء مباہلہ کے سلسلہ میں تمام تحریرات پڑھنے کے بعد میں نہایت بصیرت اور یقین سے کہتا ہوں۔ کہ ہر قدم پر مشیت ایزدی کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مثلاً غور فرمائیے۔ کہ اگر اعجاز احمدی کی تحدی اور رسالہ الہامات مرزا کے عاجزانہ جواب پر خاموشی ہو جاتی۔ اور ۱۹۰۲ء کے بعد مولوی صاحب کوئی تحریک نہ کرتے۔ تو یہ عظیم الشان نشان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان پرور یقین کا اظہار کسطرح ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے۔ کہ مارچ ۱۹۰۷ء میں مولوی صاحب کو مجبور ہو کر تحریک مباہلہ کرنی پڑی۔ جس پر انہیں بعد میں خود بھی سخت ندامت و پریشانی ہوئی۔ جیسا کہ ۱۹ اپریل کے اہلحدیث سے ظاہر ہے۔ مگر اب کیا ہوتا تھا۔ اب تو مشیت ایزدی اپنا کام کر چکی تھی۔

پھر غور فرمائیے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریک پر بھی اسے کچھ مزید مہلت دیکر حقیقۃ الوحی کے چھپنے اور مولوی صاحب کے اس کو پڑھ لینے کے بعد مباہلہ کی تجویز فرماتے ہیں۔ جیسا کہ بدر ۴ اپریل میں دو صورتوں میں سے ایک یہ بیان کی گئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ تو ۱۹ اپریل کو تحریک مباہلہ سے ہی منکر ہو جائیگا۔ لہذا بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان مندرجہ حقیقۃ الوحی کے مطابق اس کے مقابل دعا مباہلہ شائع نہ ہو سکیگی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص تحریک فرمائی۔ اور آپ نے ۱۵ اپریل کو ہی دعاء مباہلہ شائع کر دی۔ جس کے جواب میں ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں ہزیمت خوردہ دشمن کو بجز اس کے چارہ نظر نہ آیا۔ کہ لکھدے:۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

غرض ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کا ارادہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور ہر مرحلہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور امرتسری معاند کی بطالت کا کھلا کھلا نمونہ موجود ہے۔

تحریف قرآن کا ناپاک الزام

اسی "آخری مضمون" میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا کہ

"مولوی اللہ دتا نے اس مقام پر اپنے احمدی ہونے کا کامل ثبوت دیا۔ یعنی بمحبت مرزا قرآن شریف کی تحریف کرنے سے بھی نہ ڈرے۔ ہم اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے ان کے پورے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل دعاء مباہلہ ہے۔ اس دعاء مباہلہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ انہی معنوں میں ہے۔ جن معنوں میں آیت مباہلہ میں فنجعل لعنة الله على الكاذبين ہے۔ یہ بھی خدا کا کلام ہے اور وہ بھی آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ نے بتلایا۔ کہ ان نصاریٰ نجران کو دعوت مباہلہ دو۔ ہم جھوٹوں پر لعنت نازل کر دیں گے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو دعوت مباہلہ دی۔ اور اس یقین کے ساتھ دی۔ کہ اگر یہ مباہلہ کریں گے۔ تو ایک سال کے اندر اندر تباہ ہو جائیں گے جیسا کہ حضور کے الفاظ لما حال الحول على النصارى كلهم حتى يهلكوا (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۴۶۵) سے ظاہر ہے۔ مگر نصاریٰ نجران نے مباہلہ سے انکار کر دیا۔ اس لئے وہ بچ گئے۔ بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک کی۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کر دو۔ میں دعا کو سنتا ہوں۔ یعنی اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مباہلہ کیا۔ تو وہ ضرور مریگا" (تجلیات ص ۱۱۱–۱۱۲ درج ص ۱)

مولوی صاحب نے "پورے الفاظ" نقل کرنے کا وعدہ کر کے بھی ادھورے الفاظ نقل کئے تھے۔ ہم نے پورے اور مکمل الفاظ درج کر دیئے ہیں۔ ان میں تحریف قرآن کسطرح ہے؟ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"آیت مباہلہ فنجعل عطف ہے نبتہل پر اور نبتہل کا عطف ہے ندع پر اور ندع میں ضمیر جمع متکلم ہے۔ جس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع آل و اصحاب ہیں۔ اس سیدھی ترکیب کے ماتحت ترجمہ صاف ہے۔ کہ ہم مسلمان (کفار نہیں) جھوٹے پر لعنت کریں مگر مولوی اللہ دتا نے جو ترجمہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا فاعل خدا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ جھوٹوں پر لعنت نازل کرینگے۔ یہ صریح تحریف قرآن ہے۔" (حاشیہ ص ۱۱)

پہلا جواب

تجلیات رحمانیہ کے اقتباس میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ یہ "لفظی ترجمہ" ہے۔ برخلاف اس کے فقرہ "انہی معنوں میں ہے" سے واضح ہے۔ کہ اس جگہ مفہوم آیت سے گفتگو ہے۔ نہ کہ لفظی ترجمہ سے

دوسرا جواب

یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی دعا سکھلاتا ہے، تو دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس

کو ضرور سنیگا۔ اور پھر کفار کے بالمقابل تو اُن مومنوں کی دعا سنی جاتی ہے۔ پس مباہلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کے کاذبوں پر لعنت کرنے کے معنی یہی ہیں۔ کہ اب اُن پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ضرور ہوگی۔ لہذا اللہ تعالےٰ کے بوقت مُباہلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دعا کی تلقین کرنے کا واضح مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کفار پر لعنت نازل کرے گا۔ درحقیقت اس بیان کو تحریف کہنا الحیات سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔

تیسرا جواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصارےٰ نجران کے متعلق لماحال الحول فرما کر ان کی ہلاکت کو یقینی قرار دیا ہے گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی سمجھتے تھے۔ کہ اگر یہ لوگ مُباہلہ کریں گے۔ تو ضرور ان پر آسمانی لعنت برس پڑیگی پس یہ بیان تحریف قرآن نہیں۔ بلکہ فہم قرآن ہے۔ جس سے امرتسری مکذب محروم ہے۔

چوتھا جواب

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بکرات ومرات لعنة اللہ علی الظالمین وغیرہ کہہ کر اس بیان کو دعا اور پھر وعدہ کا رنگ دے دیا ہے القرآن یفسر بعضہ بعضاً۔ پس یہ تحریف قرآن نہیں۔ بلکہ تفسیر القرآن بالقرآن ہے۔

پانچواں جواب

امام قاضی ابو بکر الباقلانی نے اس آیت کو محض دعا نہیں۔ بلکہ پیشگوئیوں میں شمار کیا ہے۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں۔ کہ درحقیقت اس آیت میں اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ میں کاذبوں کو ہلاک کردوں گا۔

دیکھو۔ (اعجاز القرآن جلد اول برحاشیہ اتقان)

چھٹا جواب

آیت مذکورہ میں لفظ "نبتھل" موجود ہے۔ جس کے معنے خود لعنت کے ساتھ بددعا کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے ایک قول نقل کیا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲) اس لئے تکرار ماننے کی نسبت اسے وعدہ اور پیشگوئی سمجھنے میں قرآن پاک کا اعجاز ظاہر ہے۔

ساتواں جواب

مولوی صاحب نے "سیدھی ترکیب" کے ماتحت "صاف ترجمہ" یہ کیا ہے۔ کہ "ہم مسلمان جھوٹے پر لعنت کریں"۔ حالانکہ مُباہلہ میں تو دونوں فریق جھوٹے گروہ کے لئے لعنت مانگتے ہیں۔ پھر آپ نے "جھوٹے پر" (بصورت واحد) ترجمہ کیا ہے۔ حالانکہ آیت میں "الکاذبین" جمع ہے۔ پس آپ کا "صاف ترجمہ" بالکل غلط ہے۔ ہاں آپ نے اپنی تجویز کردہ ترکیب کو "سیدھی ترکیب" قرار دیکر اشارہ کر دیا ہے۔ کہ ازروئے قواعد دوسری ترکیب بھی صحیح ہو سکتی ہے

آٹھواں جواب

آیت میں لفظ "فنجعل" ہے۔ جَعَلَ بمعنی خَلَقَ ہو۔ یا بمعنی صَیَّرَ۔ آیت کے مفہوم میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے کاذبوں پر لعنت نازل کرنے کا وعدہ موجود ہے۔ کیونکہ لعنة اللہ پیدا کرنا خدا کا ہی کام ہے۔ پھر جب ہم جھوٹوں کے لئے لعنت مانگیں گے تو اس کے بھی یہی معنے ہوں گے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ضمناً جھوٹوں پر لعنت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور ہم اس وعدہ کے مطابق جھوٹوں پر نزول لعنت طلب کرتے ہیں۔ پس بہر صورت لعنة اللہ کو اللہ ہی نازل کرتا ہے۔ نہ کہ بندے۔ لہذا ہمارا بیان تحریف قرآن نہیں بلکہ الفاظ قرآن کی رعایت کے ساتھ مفہوم آیت کا ذکر ہے۔

نواں جواب

اس تمام وضاحت کے بعد ہم تفسیر ثنائی سے اسی آیت کے ماتحت درج شدہ عبارت ذکر کرتے ہیں۔ لکھا ہے :-

"تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں۔ پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کردے گا۔ جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔ وہ دنیا میں برباد اور مورد غضب ہوگا"

(تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

اگر آیت کا یہ مفہوم درست ہے۔ اور تحریف نہیں۔ تو خدارا انصاف سے بتایئے۔ کہ میں نے اس سے زیادہ کیا کہا ہے کیا یہی کہ خدا لعنت نازل کردیگا۔ حالانکہ یہی بات واضح الفاظ میں تفسیر ثنائی میں مذکور ہے۔ الغرض ان تمام وجوہات سے الزام تحریف باطل ناجائز اور محض دھوکا ثابت ہُوا۔ دراصل جواب قائم ہے کہ جس طرح باوجود اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے نصاریٰ نجران مباہلہ سے گریز کر کے بچ گئے تھے۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب باوجود اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مباہلہ سے انکار کر کے بچ گئے۔ لہذا ان کا زندہ رہنا ان کو سچا نہیں۔ بلکہ اپنے اعلان کے مطابق جھوٹا۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان ثابت کر رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خاکسار اللہ دتا۔ جالندھری

سید اختر حسین صاحب سے مطالبہ

حسب ذیل خط "پیغام صلح" کے ایک مضمون نگار سید اختر حسین صاحب کو ان کے ایک خط کے جواب میں لکھا گیا ہے

آپ کا تازہ خط جس پر آپ نے غلطی سے بجائے ۲۸ جون سنہ ۳۲ء کے ۲۸ مارچ سنہ ۳۲ء کی تاریخ ڈالی ہے مجھ کو ملا جسے پڑھ کر آپ کی حالت مذبوحی پر سخت افسوس ہوا۔ کہ آپ نے میری طرف ایک جھوٹی بات منسوب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایک خطبہ کے متعلق بلاسوچے سمجھے اپنی "پاک باطنی" کا ثبوت دیا ہے۔ اور اسی طرح ایڈیٹر صاحب پیغام نے بھی آپکی تالیف قلوب کا خیال کر کے اس جھوٹے اور ناپاک الزام کی آڑ لیکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پر گند اچھال کر اپنی گندی فطرت کا اظہار کیا خیر وہ تسلی رکھیں۔ انشاء اللہ کوئی خدا کا بندہ اُن کو ایسا بھی مل جائیگا جو ان کے بگڑے ہوئے دماغ کو درست کر دیگا۔ بالفعل تو "الفضل" نے آریوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان کی اور آپ لوگوں کی خرافات کا اصولی رنگ میں جواب دیدیا ہے۔

میں اس وقت آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے کہاں اور کب یہ لکھا کہ "جس نے حضرت میاں صاحب کی بیعت فسخ کی۔ اس کی آل اولاد فسق وفجور میں مبتلا ہوجائیگی"۔ دیکھو میں خدا تعالیٰ کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ میں نے نہ یہ بات لکھی ہے۔ اور نہ ہی کسی سے کہی ہے۔ اور نہ ہی میرا یہ عقیدہ ہے۔ پس آپ لوگوں کا مجھ پر یہ سراسر افترا اور بہتان عظیم ہے۔ افسوس آپ لوگوں کو نہ خوف خدا ہے۔ اور نہ ہی یہ جانتے ہیں۔ کہ ایسی جھوٹی باتوں کا انجام ذلت ورسوائی ہے۔ بہر حال اگر آپ سچے ہیں۔ تو باقاعدہ میری تحریر کا عکس شایع کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیں بصورت دیگر پیغام کے ہی ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اپنی ندامت کا اظہار کریں۔ اگر آپ نے نہ یہ کیا۔ اور نہ وہ کیا۔ تو پھر ہماری طرف سے لعنة اللہ علی الکاذبین کا تحفہ قبول فرمائیں

دیگر آپ نے شکوہ کیا ہے "کہ میرے پہلے خط مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۳۲ء کا جواب اب تک نہیں دیا۔ حالانکہ اب تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے"۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے۔ کہ میرا ارادہ جواب دینے کا تھا۔ کہ اچانک میری نظر سے پیغام کا وہ پرچہ گزرا جس میں آپ نے اپنے جواب طلب خط کو شایع کرایا۔ آپکا یہ فعل قابل افسوس ہے۔ کیونکہ اول تو آپ نے بلاضرورت اسکو شایع کرایا۔ کیونکہ یہ ایک پرائیویٹ خط وکتابت تھی۔ دوسری قابل اعتراض یہ بات ہے۔ کہ جب میں اسکی اشاعت سے پندرہ بیس روز قبل آپ کو کتاب نور ہدایت بھیج چکا تھا۔ جس میں آپ کے اکثر اعتراضات کا قاطع جواب تھا۔ تو شایع شدہ خط میں ان کو دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ اگر وہ جواب تسلی بخش نہ تھے۔ تو جواب الجواب کی صورت میں کوئی نیا مضمون شایع کرتے چونکہ یہ بڑی لغو اور بیجا حرکت آپ کی طرف سے سرزد ہوئی۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ آپ کو حق وناحق سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ در پردہ کوئی اور ہی بات ہے۔ جو قادیان سے قطع تعلق کرنے اور لاہور سے رشتہ عقیدت جوڑنے کا محرک ہوئی ہے اس لئے سوچا۔ کہ ایسے انسان کو جواب دینا تضیع اوقات ہے۔ مگر اب آپکے دوسرے خط نے پھر میرے ارادہ کو بدل دیا ہے۔ کیونکہ اس خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو یہ غلطی لگ گئی ہے۔ کہ گویا آپ کا جواب طلب خط لاجواب ہے۔ اور جس نے آپ کو میری طرف سے یہ امید ہے کا ہے۔ کہ آج نہیں۔ تو کل میں بھی آپکی طرح قادیان سے قطع تعلق کر کے اپنی حماقت کا ثبوت دوں گا۔ لہذا آپ کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے آپ کے خط کا جواب لکھنا شروع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہ جواب بذریعہ اخبار

(خاکسار سید ... حسین ...)

تحقیق الادیان

تثلیث کے ثبوت میں بائبل کے بے بنیاد حوالے

عقیدۂ تثلیث اور موجودہ بائبل

پادری ڈی ڈبلیو ٹامسن صاحب ایم اے اپنے رسالہ "تشریح التثلیث" صلا میں لکھتے ہیں

"ہر شخص پر جو خدا کے جاننے اور اسکی مرضی بجا لانے کی خواہش رکھتا ہے کمال تحقیق و دیانتداری سے اور بغیر تعصب اور خوف اور رعایت کے یہ دریافت کرنا لازم ہے کہ بائبل شریف میں تثلیث کی تعلیم ہے یا نہیں"

اور خود انہوں نے اپنی کتاب کا ساتواں باب اس موضوع کے لئے وقف کیا ہے کہ "مسئلہ تثلیث شریف کتب مقدسہ سے ثابت ہے" پادری صاحب موصوف کی اس تصنیف کے مطالعہ سے نیز دیگر پادریوں کے رسالہ جات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل دلائل کتب مقدسہ سے تثلیث کی تائید میں پیش کئے جاتے ہیں

الوہیم کے لفظ کا استعمال

مصنف تشریح التثلیث لکھتے ہیں۔

"دو خاص نام جو خدا کی نسبت عہد عتیق میں استعمال کئے گئے ہیں "یہوداہ" اور "الوہیم" ہیں۔ ان میں پہلا خدا کا خاص نام ہے اور خاص اسکی ذات پر صادق آتا ہے اور یہ نام بصیغہ واحد ہے اور ترجمہ اس کا ہے۔ "وہ جو موجود ہے" دوسرا نام الوہیم بصیغہ جمع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے یہ نام بغرض اظہار الوہیت کے تین اقانیم یا تشخصات کے اپنے واسطے اختیار کیا ہے چونکہ اسم یہوداہ جو ذات پر دلالت کرتا ہے ہمیشہ بصیغہ واحد مستعمل ہے۔ ایسے ہی لفظ "الوہیم" جو جمع ہے ذات الٰہی کی جمعیتِ اقانیم کو صاف بتلاتا ہے۔" صفحہ ۱۸۲

اسکی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"دیکھو پیدائش ۱-۲۶ الوہیم نے کہا آؤ ہم آدمی کو اپنی صورت پر بنا دیں۔ اگر محاورہ صحیح ہے تو الوہیت میں جمعیتِ اقانیم مندرج ہے۔ اور ہر اقنوم کو ہم سے خالقیت کا تعلق ہے" صفحہ ۱۸۳

جس حوالہ کا ان سطور میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ موجودہ بائیبل میں بایں الفاظ ہے۔

"تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنائیں"

اسی قسم کے الفاظ پیدائش ۱۱/۷ میں بھی استعمال کئے گئے ہیں عیسائیوں کا استدلال یہ ہے۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت "الوہیم" اور "ہم" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو جمع کے ہیں اور کثرتِ اقانیم کے متقاضی ہیں اسلئے خدا کی ذات مجموعہ ہے اقانیم کا۔ لیکن یہ دلیل کئی طریق سے باطل ہے۔

صرف تین اقنوم کیوں سمجھے گئے

اول ہم کہتے ہیں کہ لفظ الوہیم سے صرف تین اقنوم ہی کیوں مراد لئے جاتے ہیں۔ الوہیم بے شک جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن جمع کا صیغہ صرف تین تک محدود نہیں ہوتا وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں پر بھی دلالت کرتا ہے پس اقانیم کا صرف تین ہونا چونکہ "الوہیم" کے لفظ سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تثلیث کے اثبات کی دلیل نہیں

تورات وحدانیت کی تائید میں

دوم جس تورات کا یہ حوالہ ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری اور یہودی اسے اب تک الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ تورات میں یہ لفظ استعمال ہوا۔ یہود نے جو اس کے پہلے مخاطب تھے کبھی اس کے یہ معنی قرار نہیں دئے۔ کہ خدا ایک سے زیادہ ہیں۔ بلکہ وہ نہایت شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل رہے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ بائیبل سے یہی ثابت ہے اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ بائیبل میں توحید کی تائید میں بیسیوں حوالجات ملتے ہیں۔ مثلاً آتا ہے۔

"خداوند تیرا خدا جو تجھے زمینِ مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا۔ میں ہوں میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہوئے" خروج ۲۰/۲

"یہ سب کچھ تجھی کو دکھایا گیا تاکہ تو جانے کہ خداوند وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں ہے" استثناء ۴/۳۵

"پس آج کے دن جان اور اپنے دل میں غور کر کہ خداوند وہی خدا ہے جو اوپر آسمان میں ہے اور نیچے زمین میں ہے اور کہ اس کے سوائے کوئی نہیں" استثناء ۴/۳۹

"میں خداوند تیرا خدا ہوں جو تجھ کو مصر کی زمین سے اور غلام خانے سے باہر لایا۔ میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہو" استثناء ۵/۶

"سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ" استثناء ۶/۴-۵

"اب دیکھو کہ میں ہاں میں ہی وہ ہوں اور کوئی معبود میرے ساتھ نہیں" استثناء ۳۲/۳۹

پس عہد نامہ عتیق سے تثلیث کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ یہود اس کا صاف انکار کرتے ہیں تورات کے واضح حوالجات عیسائیوں کے استدلال کے مخالف ہیں

زبان کا محاورہ

اصل بات یہ ہے کہ یہ محض زبان کا محاورہ ہے اور بسا اوقات اپنی شان کے اظہار کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کر لیا جاتا ہے قرآن مجید میں بھی اسکی کئی مثالیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ نحن خلقناکم فلولا تصدقون (واقعہ ۲) ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پس تم کیوں تصدیق نہیں کرتے۔ انا نحن نحی الموتیٰ ونکتب ما قدموا وآثارھم (یٰس) بے شک ہم ہی مردے زندہ کریں گے اور ہم ہی وہ لکھ رہے ہیں جو انہوں نے پیش کیا اور ان کے آثار کو

پس اسی طرح "الوہیم" یا "ہم" کا لفظ جو بائیبل میں استعمال کیا گیا ہے اپنی مالکیت اور تصرفِ تام اور حاکمانہ اقتدار کو بیان کرنے کے لئے کیا گیا۔ ہاں بعض جگہ بائیبل میں "میں" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مثلاً خروج میں آتا ہے

"خداوند تیرا خدا جو تجھے زمین مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا۔ میں ہوں۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو" (خروج ۲۰/۲)

پس جمع کے لفظ سے جو استدلال کیا گیا تھا اسے واحد کے لفظ نے باطل کر دیا۔

دوسری دلیل

تثلیث کی تائید میں دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ "پیدائش" میں لکھا ہے

"خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا"

عیسائی صاحبان کہتے ہیں اس جگہ سے بھی کثرت اقانیم کا پتہ چلتا ہے یہ دلیل بھی کئی طریق سے بے بنیاد ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً اس کا کیا مطلب ہے کہ "ایک کی مانند ہو گیا" وہ کون ایک تھا جسکی مماثلت کا ذکر کیا گیا ہے کیا اس سے مراد بیٹا ہے اور اگر بیٹا ہے تو پھر عیسائیت کے اعتقادات پر خطرناک زد پڑتی ہے کیونکہ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ جیسا اب ہے ویسا ہی ابن اور روح القدس ہے۔ پس جب سب ایک جیسے ہیں تو ایک کی مانند کہنا فضول تھا۔ یہ کہنا چاہیئے تھا۔ ہم سب کی مانند ہو گیا ہے۔

پھر پادری صاحبان بتائیں انسان نیک و بد کی پہچان میں ایک کی مانند کس طرح ہو گیا۔ نیک و بد کی پہچان تو شریعت سے ہوتی ہے۔ کیا آدم و حوا کو پیدا ہوتے ہی شریعت

مل گئی تھی۔ رومیوں ۷ میں لکھا ہے۔ "پس ہم کیا کہیں۔ کیا شریعت گناہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بغیر شریعت کے میں گناہ کو نہ پہچانتا" (۷ ۔ ۷)

"جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا" (۵ ۔ ۱۳)

پس انجیل کے رو سے نیک و بد کی پہچان شریعت سے ہوتی ہے اور یہ حقیقت ہے۔ کہ جس زمانہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس میں ابھی شریعت نازل نہ ہوئی تھی۔ پس نیک و بد کی پہچان ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اگر جیسا کہ عیسائی صاحبان کہتے ہیں ایک سے مراد ابن ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ابن کی مانند ہو گیا۔ تو انسان تو بقول عیسائیاں ایک بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو گناہوں سے پاک ہو۔ کیا اس وقت ابن بھی ایسا ہی تھا۔ کہ اس سے انسان کی مماثلت ٹھہری؟

غلط ترجمہ

اصل بات یہ ہے۔ کہ در اصل اردو بائیبلوں میں اس آیت کا جو ترجمہ دیا گیا ہے۔ اصل عبرانی عبارت کے مقابلہ میں غلط ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ رسالہ ابطال الوہیت مسیح میں تحریر فرماتے ہیں۔ عبرانی لفظ کاحد کا ترجمہ اردو تراجم میں "ایک" کیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں اس کا ترجمہ "یکتا" ہے۔ اور صحیح طور پر آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ آدم حیوانات سے ممتاز ہو کر یکتا ہو گیا۔ اس لحاظ سے آیت کا کتنا لطیف ترجمہ ہو جاتا ہے۔ "خداوند خدا نے کہا۔ دیکھو۔ کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں حیوانات سے ممتاز ہو کر یکتا ہو گیا۔" پس یہ دلیل بھی عیسائیوں کی تثلیث کا سہارا نہیں بن سکتی

خطوط الرسل کی آیت

ایک اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ

"خداوند یسوع مسیح کا فضل اور اس کی محبت اور روح القدس کی شراکت تم سب کے ساتھ ہوتی رہے" (۲ کرنتھیوں ۱۳ ۔ ۱۴)

میزان الحق میں پادری فانڈر اس آیت کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ

"دیکھو اس آیت میں بھی روح القدس اب و ابن کی طرح فضل و نعمت کا سرچشمہ ٹھہر کر اب و ابن کے ساتھ متساوی ہو گیا" (ص ۱۳۲)

لیکن اگر اسی ترتیب کو مدنظر رکھیں۔ اور اسطرح تینوں اقنوم الوہیت کے ارکان قرار دیں۔ تو پھر فرشتوں کو بھی اقنوم قرار دینا پڑیگا چنانچہ ۱ تمطاؤس ملاحظہ ہو جہاں لکھا ہے۔ "خدا اور مسیح یسوع اور برگزیدہ فرشتوں کو گواہ کر کے میں تجھے تاکید کرتا ہوں۔ کہ ان باتوں پر بلا تعصب عمل کرنا" پس اگر پہلی صورت میں یسوع مسیح۔ اور روح القدس کو خدا سمجھا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ دوسری آیت کی رو سے فرشتوں کو بھی تثلیث کے اقنوم نہ سمجھا جائے۔ پھر خود یہ رسول کہتا ہے۔ "ہم جانتے ہیں۔ کہ بت دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے" (۱ کرنتھیوں ۸ ۔ ۴) پس جب رسول خود وحدانیت کا قائل ہے۔ تو اس کے کسی کلام سے خواہ مخواہ تثلیث کی تائید حاصل کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے

کشمیر فنڈ کے لئے چندہ کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک "چندہ کشمیر فنڈ" احباب کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ کارکن اصحاب اسے کامیاب بنانے کے لئے ہمہ تن مصروف کار ہوں گے۔ حضور کے ارشاد کے ماتحت اس چندہ کو اس وقت تک ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ کام ختم نہ ہو۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا۔ "دعاؤں اور صدقوں میں ان مظلومین (کشمیر) کو نہ بھولو۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بہترین عبادت وہی ہے جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اس لئے آئندہ بھی جب تک کام ختم نہ ہو۔ اس سلسلہ کو جاری رکھو"

ماہوار اخراجات کا اندازہ

"میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اس تحریک میں دو ہزار ماہوار خرچ آتا ہے"

چندہ کشمیر فنڈ کی شرح

"اگر ہماری جماعت کے دوست ایک پائی فی روپیہ ماہوار اپنے اوپر مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے لازم کر لیں۔ تو بھی کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اور جو لوگ بارہ چودہ بلکہ پچیس تیس پائی فی روپیہ چندہ دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ایک پائی اضافہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اور یہ کوئی بوجھ نہیں۔ کیونکہ وہ عادی ہو چکے ہیں"

قربانیوں کے لئے طیار رہو!

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ایک موقعہ پر کشمیر کے چندہ کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پہلے سے بھی زیادہ دعائیں کریں۔ اور مالی و جانی قربانیوں کے لئے بھی طیار رہیں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ یہ بھی غلام کو آزاد کرانا ہے اب اس قسم کے غلام تو ہیں نہیں۔ جو پہلے زمانے میں تھے۔ اس لئے اس زمانہ میں ایسے لوگوں کو جو اس طرح مظلوم اور حکام کی تیغ ستم کے نیچے ہیں۔ چھڑانا غلاموں کو آزاد کرانے کا مترادف۔ اور ثواب کا موجب ہے"

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشاد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے دوستوں کو چندہ کشمیر فنڈ کے باقاعدہ اور باشرح ادا کرنے کے لئے بار بار کہیں۔ اور اپنے احمدی احباب تک حضور کے اس ارشاد کو پہنچاویں۔ اور ان سے چندہ کشمیر فنڈ باشرح وصول کریں۔

کارکن احباب مزید توجہ فرمائیں

ابھی تک کارکنوں نے اس چندہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ اور کمی چندہ سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ حضور کی تحریک دوستوں تک پورے طور پر نہیں پہنچی۔ پس درخواست ہے۔ کہ آپ اپنی جماعت کے ہر ایک احمدی سے چندہ کشمیر فنڈ ایک پائی فی روپیہ ماہوار کے حساب سے وصول فرمائیں۔ نہ صرف احمدیوں سے بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کیا جائے کیونکہ کشمیر کا کام تمام مسلمانوں کا مشترکہ ہے۔

کشمیر فنڈ کے کام سے دلچسپی لینے والے مسلمانوں کی فہرست

تحریک چندہ کشمیر فنڈ بھیجتے ہوئے ان مسلمانوں کی فہرست کے لئے بھی درخواست کی گئی تھی۔ جن کو اس چندہ کی تحریک کی گئی ہو۔ یا کرنے کا ارادہ ہو۔ یا جن کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کام سے دلچسپی ہے۔ تاکہ ان کو مرکز سے بھی لکھا جائے

یہ فہرستیں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ چنانچہ کریام ضلع جالندھر سے حاجی غلام احمد صاحب نے اور دہلی سے بابو غلام حسین صاحب نے ارسال کی ہیں۔ دوسرے کارکن بھی یہ فہرستیں جلد سے جلد مکمل کر کے ارسال فرمائیں۔

غرض

کشمیر فنڈ کا چندہ جہاں احمدیوں سے باقاعدہ اور باشرح وصول کر کے ارسال کرنا چاہیئے۔ اور کام ختم ہونے تک اس سلسلہ کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ وہاں دوسرے مسلمانوں سے بھی ضرور وصول کرنا چاہیئے۔

(نوٹ) ترسیل زر بحساب آل انڈیا کشمیر کمیٹی مسلم بنک آف انڈیا لاہور یا براہ راست سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان کے نام سے ہو۔ اگر روپیہ مسلم بنک میں لاہور بھجوایا جائے۔ تو چندہ دینے والوں کی اسم وار فہرست معہ ان کے پتوں کے کشمیر کمیٹی میں ارسال فرمائیں تا ان کو رسیدات براہ راست بھیجی جا سکیں۔

کشمیر کمیٹی کے اخراجات

اس وقت کشمیر کمیٹی مقدمات میں گرفتار اور جیلخانوں میں بند مسلمانوں کی رہائی کے لئے کافی اخراجات کر رہی ہے۔ قریباً ہر مقام پر کشمیر کمیٹی کی طرف سے وکلاء مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے انہیں کافی کامیابی ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ بیواؤں اور یتامیٰ کے اخراجات حکام سے ملاقاتوں اور تاروں کے اخراجات ہو رہے ہیں۔ ہر مسلمان کو جو مسلمانان کشمیر سے ہمدردی رکھتا ہے۔ ان اخراجات کے پورا کرنے میں حصہ لینا چاہیئے۔ اور اس کا اجر خدا تعالےٰ سے حاصل کرنا چاہیئے۔

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

انگلستان

خانصاحب فرزند علی صاحب اور مولوی محمد یار صاحب لنڈن میں اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ ان کا جو خط ۱۶ جون کا لکھا ہوا پہنچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خانصاحب نے خطبہ جمعہ میں احباب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ اتوار کے دن قرآن مجید اور نماز کا درس دیا۔ پھر بائیبل سے صادقین کے بعض معیار پیش کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت ثابت کی۔ اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت پر تقریر کی۔

۱۱ جون مولوی محمد یار صاحب نے اسلام کی فضیلت پر ایک پبلک لیکچر دیا۔ حاضرین کی تعداد ڈیڑھ صد تھی۔ لیکچر کے بعد تین چار اشخاص سوالات کرتے رہے۔

گذشتہ جمعرات کے روز سر بھوپندرو ناتھ ہائی کمشنر دار التبلیغ اور احمدیہ مسجد دیکھنے گئے۔ اور ایک گھنٹہ تک سلسلہ کے حالات معلوم کرتے رہے۔

امریکہ

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے مبلغ اسلام کا جو خط ۲ جون کا شکاگو سے لکھا ہوا آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جلسہ میں صوفی صاحب نے اسلام پر چالیس منٹ لیکچر دیا سامعین کی تعداد سو تھی لیکچر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا بعض تعلیمیافتہ نوجوان اسلام سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ انہوں نے کتب کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔

ان ایام میں صوفی صاحب نے نومسلموں کو خدمت اسلام میں گہری دلچسپی لینے کی تحریک کی۔

شکاگو میں دیسی عیسائیوں کی تعلیم کے لئے الگ معلم مقرر کر دیا ہے کیونکہ صوفی صاحب تبلیغی دورہ کی وجہ سے اکثر باہر رہتے ہیں ان ایام میں نومسلموں کی تربیت کے لئے تین جلسے ہوئے۔ تینوں میں صوفی صاحب نے تقریریں کیں ہفتہ زیر رپورٹ میں تین افراد داخل اسلام ہوئے۔ ان میں سے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔

افریقہ

سالٹ پانڈ:۔ مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ اسلام اپنے خط ۲۷ مئی میں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جمال جانسن صاحب اور معلم اسحٰق اور معلم الحسن جماعت گولڈ کوسٹ کے قابل ترین مبلغ شمالی علاقہ میں تبلیغ اسلام اور احمدیہ جماعت کی تعلیم وتربیت اور چندوں کی وصولی کا کام سرگرمی سے کر رہے ہیں ہر سہ مبلغوں کا اخلاص قابل قدر ہے۔ یہ علاقہ سالٹ پانڈ سے ۵۰۰ میل صحرائے اعظم کی طرف ہے۔ اس علاقہ میں آٹھ دس سکول گورنمنٹ نے کھولے ہوئے ہیں۔ اور گورنمنٹ کا ارادہ ہے۔ کہ اخراجات سے بچنے کے لئے یہ تمام سکول عیسائی مشنوں کے حوالے کر دئے جائیں۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے بھی گورنمنٹ کو لکھا ہے۔ کہ دو سکول احمدیہ مشن کے سپرد کر دئے جائیں۔

لیگوس:۔ امام قاسم صاحب رجو سے منشی انچارج لیگوس سے اپنے خط ۲۸ مئی میں لکھتے ہیں۔

لیگوس کی جماعت سرگرمی سے تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہے۔ مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی اسلام کی ترقی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان ایام میں ۴۲ نئے افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

حیفا فلسطین

مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری نے جو خط حیفا سے ۲۰ جون کو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

ایام زیر رپورٹ میں ۴ غیر احمدی اور دو مسیحی دار التبلیغ میں آئے ان کو تبلیغ کی گئی اور لٹریچر دیا گیا۔ احباب جماعت طرابلس۔ حمص۔ دمشق اور مصر کو بذریعہ خطوط کام کرنے کیلئے ہدایات بھجوائی گئیں۔ قاہرہ کے اخبار "البلاغ" میں کسی ہندوستانی نامہ نگار کا ایک مضمون سلسلہ احمدیہ کے خلاف شائع ہوا۔ اس کا جواب لکھ کر اخبار مذکور کو شائع کرنے کی غرض سے بھیجا گیا ان ایام میں دو نوجوان دمشق کے تاجر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

سماٹرا

مولوی محمد صادق صاحب کے خط مورخہ ۱۳ جون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوتہ راجہ میں پہنچ چکے ہیں جو ایک بڑا شہر ہے وہاں جانے سے قبل مولوی محمد صادق صاحب ایک شہر سگلی میں دو دن ٹھیرے۔ مگر لوگ مخالف ہو گئے اور پولیس نے شہر چھوڑ دینے کا حکم دیدیا۔ کوتہ راجہ میں بھی پولیس نے۔ لیکچر دینے اور مباحثہ کرنے سے منع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ پانچ آدمی بھی ان کے پاس جمع نہیں ہو سکتے۔ ان حالات میں مولوی صاحب فرداً فرداً تبلیغ کر رہے ہیں ؎

سیلون

سیلون میں مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ مولوی صاحب ان ایام میں گمپلا میں رہے تبلیغی ٹریکٹوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ وہاں کے لوگوں کو پیغام سلسلہ پہنچایا گیا۔ اور ایک مکان کرایہ پر لے کر لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا۔ اور ضعف اسلام وفات مسیح۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر لگاتار ۱۶ لیکچر دئے۔ گمپلا میں اس وقت ۱۶ احمدی ہیں ان میں تازہ جوش پیدا کیا گیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے لکسا پانہ کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔

مگاڈی افریقہ

مکرمی ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب آنریری مبلغ نے ماہ جون میں ایک اشتہار بعنوان "مسیح مکانگ" چھپوا کر مختلف مقامات کے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اور مگاڈی میں لوگوں کے قلب میں احمدیت کی تحقیق کے لئے جوش پیدا ہو رہا ہے۔ (ناظر دعوۃ تبلیغ قادیان)

انگریزی گرامر سے گھبرانے والو!

دیکھیے انگریزی کے پروفیسر جناب مسٹر بی ۔ ایم ۔ دایل ہندو مہاسبھا کالج امرتسر کیا فرماتے ہیں ۔ گرامر کا سکولوں میں عام طور پر اچھی طرح سے نہیں پڑھایا ۔۔۔لیکن اگر اس طریقہ سے پڑھایا جائے جو کتاب جدید ۔۔۔ش ٹیچر میں اختیار کیا گیا ہے ۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی نہ ہو

محمد یونس صاحب صابر متعلم جماعت ہشتم اسلامیہ ہائی سکول پشاور ۔ میں جماعت میں گرامر میں بہت ہی کمزور تھا جب سے آپ کی کتاب منگوا کر پڑھی ہے گرامر میں جتنی کمزوری تھی بالکل جاتی رہی ۔ واقعی آپ کی کتاب کو ہیروں سے تول کریں ۔ تب بھی اس کی قیمت واجبی نہ ہوگی !

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اشتہار کے مطابق نہ ہو ۔ تو قیمت واپس منگوالیں ۔

قمر برادرز (الف) شملہ

احمدیوں کے واسطے خاص رعایت
بے روزگاری کا بہترین علاج

اگر آپ تھوڑے سرمایہ سے معقول نفع دینے والی تجارت کرنا چاہتے ہیں ۔ تو ہم سے ولایتی ۔ امریکن ۔ جاپانی ۔ کٹ پیس و ٹکڑہ ہائے پارچہ (بزازی) کی گانٹھیں بمبئی کے تھوک نرخ پر منگوائیے ۔ جن میں موسم گرما کی ضروریات کا پارچہ ۔ جاپانی ۔ امریکن پاپلین ۔ وایل رنگین و سادہ ۔ کریپ وغیرہ ہاتھوں ہاتھ بکنے والا ارزاں عام پسند نئے نئے ڈیزائن خوشنما وضع کا پارچہ ہوگا ۔ جو بزازوں کی دوکانوں پر بھی اس نرخ پر نہ ملیگا ۔ پردہ نشین مستورات بھی اس نفع بخش تجارت سے فائدہ اٹھا رہی ہیں ۔ نمونہ کی گانٹھ ۱ مالیتی پچاس روپیہ ۲ یکصد پچیس روپیہ ۳ ڈھائی صد روپیہ منگا کر آزمائش کریں ۔ ۳ اور ۲ کا کرایہ مال گاڑی ہم ادا کریں گے تازہ تھوک لسٹ طلب کریں سائیکلوں کی ضرورت ہے ۔

ایس رفیق بھائی جنرل سپلائرز جیکب سرکل بمبئی

گولڈین واقعی مفید

گولیاں ہیں ۔ میں نے خود استعمال کی ہیں بیشک اور واقعی مفید مقوی گولیاں ہیں ۔ ایک شیشی اور بھیجدیں ۔ حکیم غلام حسین شاہ ازمیانہ گوندل آپکی گولڈین گولیوں کو میں نے خود استعمال کر کے دیکھا ہے بہت مفید پایا ۔ ایک شیشی اور بھیجدیں ۔ فضل محمد خاں راولپنڈی

احباب کرام آپ بھی استعمال کر کے تجربہ کریں قیمت ساڑھے پانچ روپیہ معہ محصولڈاک

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

جدید آبادی قادیان کے ہر ایک محلہ میں اچھے موقعہ کے اس وقت موجود ہیں ۔ مثلاً دارالعلوم میں گرلز ہائی سکول کے قریب دارالبرکات میں سٹیشن کے قریب آبادی کے اندر ۔ دارالفضل میں سٹیشن منڈی ۔ ریلوے روڈ ۔ نور ہسپتال اور مسجد محلہ کے قریب اور دارالرحمت میں آبادی کے اندر شہر کے قریب بطلوبہ قطعات کی حیثیت اور محل وقوع موقعہ پر اور نقشہ آبادی قادیان پر دیکھکر قیمت کا تصفیہ میری معرفت کیا جا سکتا ہے ۔ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قادیان

فیض عام شربت فولاد

اگر آپکے گھر میں کمزوری ہے چہرہ زرد رہتا ہے بھوک نہیں لگتی حیض کی زیادتی ہے یا تکلیف سے آتا ہے ۔ بالکل بند ہے یا مرض اٹھرا ہے یعنی حمل نہیں ٹھہرتا وقت سے پہلے گر جاتا ہے بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے یا کمزور ہوتا ہے ماں کا دودھ کم ہے یا مسٹیریا کے دورے پڑتے ہیں تو آپ ہمارا تیار کردہ **فیض عام شربت فولاد** جو کہ نہایت ہی قیمتی اجزا کا مرکب ہے پلائیں انشاءاللہ آپ تندرست خوبصورت اور مضبوط اولاد حاصل کرینگے اور آپکی رفیق زندگی بھی کامل صحت حاصل کریگی ۔

قیمت فی شیشی پچاس خوراک عگر محصولڈاک ۱۱

فیض عام جوہر تریاق ہے اسکی ایک شیشی اپنے پاس رکھنا گویا ایک طبیب جیب میں بند کرنا ہے پیٹ درد اسہال ۔ بدہضمی پیاس سردرد دانت درد نزلہ زکام ۔ بچھو سانپ اور زنبور کے کاٹے کا بہترین علاج ہے چنانچہ جناب بہادر خانصاحب ہیڈ ماسٹر وانچارج ادویات ریڈ کراس سوسائٹی نئی تحریر فرماتے ہیں : میں تجربتہً فیض عام جوہر کو ارت دہار سے بدرجہا مفید پایا فیض عام جوہر ہیضہ کے دو مریضوں پر استعمال کیا گیا خدا کے فضل سے ۲ خوراک ہی سے صحت ہوگئی نزلہ زکام کیلئے بھی بیحد مفید پایا یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک آٹھ شیشیاں خرید چکا ہوں ۔ خدا کی قسم میں یہ چند الفاظ بغیر کسی رعایت یا لحاظ اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ پبلک اس اسم بامسمیٰ دوا کے فوائد سے محروم نہ رہے ۔ میری نزدیک ہر گھر اور ہر مطب میں ایسی مفید دوا کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ آخر پر دعا کرتا ہوں ۔ کہ مولیٰ کریم اس کے موجد صاحب کو اس قسم کے مفید اور مبارک ادویات کے ایجاد کرنیکی مزید توفیق بخشے ۔ آمین

قیمت فی شیشی ۱۰ ار علاوہ محصولڈاک

تیار کردہ : فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

دوا لیجئے ۔ دعا دیجئے

علاج ہومیوپیتھک میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیلئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں ۔ قلیل دوا زیادہ فائدہ ۔ دلیوں کا کام بیسیوں سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں بار تجربہ شدہ کھانے میں مزیدار ۔ زود اثر ۔ بےضرر ۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی ۔ جبیر بیمار کی تکلیف سے بچانیوالی ۔ دنیا میں مقبول ۔ مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں ۔ آپ بھی استعمال کرائیں تو انشاءاللہ سریع التاثیر پائیں گے ۔ کوئی تکلیف ہو ۔ کیا ہی مرض ہو پوری کیفیت لکھیے ۔ شافی غذا ہے ۔ امراض مخصوصہ مردان کیلئے بہترین ادویات موجود ہیں ۔ خونی و بادی بواسیر عہ ۔ دمہ عہ ۔ کنٹھ مالا عہ ناسور عہ گنٹھیا عہ سوت عہ باؤ گولہ عہ یرقان عہ تلی عہ سیلان الرحم عہ مرگی عہ ذیابیطس عہ دق عہ سفید داغ عہ ۔ مرض سوکھا عہ ۔ جریان عہ ۔ دیرینہ و پیچیدہ و گندہ امراض فی ہفتہ عہ ۔ مقویات فی شیشی عہ

پتہ ۔ محمد حسن احمدی ہیری اکبر پور کانپور

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اٹھرا کیا ہے ؟

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں ۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں ۔ یا حمل گر جاتا ہو ۔ عوام اسے اٹھرا اور اطبا اسقاط حمل کہتے ہیں ۔ اس مرض کیلئے سیدنا حضرت نور الدین اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معمول اور ہزارہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہیں ۔

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں ۔ ان سے ہزارہا اجڑے ہوئے گھر آباد بے چراغ گھر روشن اور صدمہ خوردہ دکھی اور مایوس دل تسکین اور ڈھارس حاصل کر چکے ہیں ۔ ان اکسیر صفت مقبول و تیر بہدف گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت ۔ ذہین ۔ تندرست ۔ اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا ۔ عمر طبعی کو پہنچنے والا ۔ صحیح و سلامت پیدا ہوگا یہ گولیاں کیا ہیں قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں ۔ آزمائش شرط ہے ۔ مشک آنست کہ خود ببوید قیمت فی تولہ دعہ مکمل خوراک ۱۲ تولہ ۔ یکمشت منگوانیوالے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا ۔ استعمال شروع حمل سے آخر رضاعت تک

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ناظرین کو یاد ہو گا ۱۹۲۹ء میں کشمیر کا مشہور شیوک بند ٹوٹ جانے کی وجہ سے کئی روز تک دریائے چناب اور اٹک کے نواحی علاقوں میں ہولناک طغیانی کا خطرہ لاحق رہا تھا۔ اب ۱۲ جولائی کی اطلاع ہے کہ یہی بند پھر ٹوٹ گیا ہے۔ دریائے چناب اور اٹک کے نواح کے دیہات کو تنبیہ کر دی گئی ہے کہ وہ اس علاقہ کو خالی کر دیں اور اپنی جائداد اور مال مویشی کی حفاظت کا مناسب انتظام کر لیں۔ علاقہ میں سخت پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔

پشاور سے ۲ جولائی کی خبر ہے کہ پارہ چنار کے نائب پولیٹیکل آفیسر مسٹر شریف خاں رات کے وقت اپنے مکان کے برآمدہ میں بیٹھے تھے۔ کہ کسی نے آپ پر ایک خطرناک بم پھینکا۔ جو ذرا فاصلے پر پڑا۔ اور آپ بچ گئے۔ حملہ آور بھاگ گیا۔

لارڈ لارنس کے مجسمہ واقعہ لاہور کو توڑنے کی کوشش کے الزام میں جن چار سکھوں پر مقدمہ چل رہا تھا۔ انہیں ۱۲ جولائی ایک دفعہ کے ماتحت دو دو سال قید اور ۲۵-۲۵ روپیہ جرمانہ یا مزید تین ماہ قید اور ایک اور دفعہ کے ماتحت تین تین ماہ قید بامشقت کا حکم سنایا گیا۔ رہائی کے بعد ایک ایک سال کیلئے پانصد روپیہ کی نیک چلنی کی ضمانت دینی ہوگی

آل انڈیا نیشنل لبرل فیڈریشن کی کونسل کا ایک اجلاس ۱۰ جولائی کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ مسٹر چنتامنی صدر تھے۔ ایک قرارداد پاس کی گئی۔ کہ چونکہ وزیر ہند نے گول میز کانفرنس کے طریق کو ترک کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جو سابقہ مواعید کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ کونسل قرار دیتی ہے کہ دستور اساسی کی تحقیقات کے آئندہ مدارج میں تعاون نہ کیا جائے۔

مولانا شفیع داؤدی نے اعلان کیا ہے کہ مسلم کانفرنس کی سکرٹری شپ سے میرے مستعفی ہونے پر بعض مخالف خوشیاں منا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ ارکان کا یہ اختلاف کانفرنس کو ختم کر دیگا۔ میں عہدہ معتمدی سے علیحدہ ہوا ہوں رکنیت سے نہیں۔ اور بحیثیت رکن کانفرنس کی ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔

حکومت کشمیر نے ہنگامی اختیارات کے ریگولیشن نمبر ۱۲ و ۱۳ کی وزارت میرپور اور تحصیل راجوری وغیرہ میں چھ ماہ کے لئے مزید توسیع کر دی ہے۔ اگرچہ عارضی طور پر اس پر عملدرآمد ملتوی رہیگا۔ لیکن وزیر اعظم کے حکم سے ان پر ہر وقت عمل کیا جا سکیگا۔

خلاف قانون سرگرمیوں کی وجہ سے احرار کے مولوی احمد علی سے ایک سال کے لئے دس ہزار روپیہ کی ضمانت نیک چلنی طلب کی گئی تھی۔ اور چونکہ وہ داخل نہ کی گئی۔ اس لئے ایک سال کے لئے جیل میں بھیج دیا گیا۔ لیکن ۱۴ جولائی کو عدالت عالیہ نے آپ کو بری کر دیا۔

نواب صاحب بھوپال ۱۱ جولائی کو یورپ کی سیاحت کے بعد واپس بمبئی پہنچ گئے۔ جہاں آپ بحالی صحت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ سیاسی امور کے متعلق آپ نے اظہار رائے سے انکار کر دیا۔

ضلع پشاور کے نصف درجن دیہات پر مختلف رقوم جرمانہ کی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کے گرد و نواح میں ٹیلیگراف تار کاٹے گئے تھے اسی طرح چار دیہات پر اس لئے جرمانہ کیا گیا ہے کہ وہ بعض شریر اشخاص کے مشاغل میں تخریب و تربیب کا موجب ہوئے۔

وزیر اعظم انگلستان لوزان کانفرنس میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ۱۱ جولائی کو بخیریت لندن پہنچ گئے۔ ریلوے سٹیشن پر آپکا شاندار استقبال کیا گیا۔

سری نگر سے ۱۲ جولائی کی خبر ہے کہ ہز ہائنس کی گورنمنٹ نے ایک اعلان کیا ہے کہ جو لوگ ریاست سے باہر کسی عملداری میں چلے گئے ہیں۔ وہ دو پشتوں تک ریاستی باشندے سمجھے جائیں گے۔ اور جو باہر کے لوگ یہاں آباد ہیں۔ وہ اس وقت تک ریاستی باشندے نہ سمجھے جائینگے۔ جب تک کہ وہ اٹھارہ سال کی عمر میں دس سال کی مسلسل رہائش کے بعد اجازت نامہ اور رعیت نامہ کے بعد غیر منقولہ جائداد نہ خرید لیں۔

ہاؤس آف کامنز میں ۱۱ جولائی کو وزیر ہند نے اعلان کیا ہے کہ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک سو پولیٹیکل قیدیوں کو جن کا تعلق دہشت زدگی سے ہو انڈیمان بھیج دیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے ہندوستانی جیلوں میں ضابطہ اور قانون کے متعلق سخت شکایات پیدا کر رکھی ہیں۔

نئی دہلی سے ۱۲ جولائی کی خبر ہے کہ کل شام شاہدرہ سہارنپور ٹرین شاہدرہ کے قریب پہونچی۔ تو بارہ ڈبے لائن سے نیچے گر گئے۔ کیونکہ کسی نے دو فش پلیٹوں کو علیحدہ کر دیا ہوا تھا۔ لیکن سوائے ایک کے کوئی زخمی نہیں ہوا۔

کچھ عرصہ ہوا نائب تحصیلدار موگہ نے ایک مستغیث کو گالی دی تھی۔ جس نے دعویٰ دائر کر دیا۔ اور مختلف فیصلوں کے بعد عدالت عالیہ نے نائب تحصیلدار کو دو صد روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ جو وصولی پر مستغیث کو دیا جائیگا۔

فریدپور کے قریب تین نوجوانوں کے خلاف ڈاک پر ڈاکہ ڈالنے کے مقدمہ کی سماعت ایک ٹریبونل کر رہا تھا جس نے ایک کو عمر قید ایک کو دس سال اور ایک کو پانچ سال قید کی سزا دی ہے۔

دیناپور سے ۱۲ جولائی کی خبر ہے کہ ایک گاؤں میں پولیس بعض اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے گئی۔ تو اہل دیہہ نے اکٹھے ہو کر اس پر حملہ کر دیا۔ جس سے دو زخمی ہوئے

لیگ آف نیشنز نے جمہوریہ ترکیہ کو لیگ میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔ قسطنطنیہ سے ۱۰ جولائی کی خبر ہے کہ انگورا پارلیمنٹ نے اسے منظور کر لیا ہے۔

لاہور سٹیشن پر ۱۱ جولائی کو چار پٹھان عورتیں گاڑی سے اتریں وہ برقعہ پوش تھیں۔ لیکن شبہ کی بناء پر جب ان کی تلاشی لی گئی۔ تو ۵۲ سیر چرس برآمد ہوئی۔

بنگال کے مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر سبھاش چندر بوس کی صحت جیل میں سخت خراب ہے ان کے بھائی نے ملاقات اور ڈاکٹری معائنہ کرانے کی اجازت طلب کی تھی جو منظور نہیں کی گئی۔ اور انہیں لکھا گیا ہے کہ حکومت خود ہی علاج کا انتظام کر رہی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ملتان ڈسٹرکٹ میں صرف ایک ماہ اپریل میں ایک لاکھ روپیہ کی شراب فروخت ہوئی ہے۔

الوے پور ریاست میں فساد واقعہ ہو جانے کی خبر گذشتہ پرچہ میں لکھی جا چکی ہے۔ مزید تفاصیل یہ موصول ہوئی ہیں۔ کہ کچھ عرصہ ہوا مہاراجہ نے ایک ایڈیشنل ٹیکس لگانے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس حکم کے خلاف پروٹسٹ کیا۔ اور الوے پور کے کچھ سرکردہ اشخاص کی زیر نگرانی ۱۵۰۰ اشخاص کا ہجوم مہاراجہ صاحب سے ٹیکس کو منسوخ کرانے کی درخواست کرنے کے ارادہ سے شاہی محل کی طرف گیا۔ پولیس نے گولی چلا دی جس سے ۱۰ اشخاص ہلاک اور ۸۰ مجروح ہوئے گھبراہٹ کے عالم میں بھاگتے ہوئے کئی اشخاص جھیل میں بھی ڈوب کر مر گئے۔ پروٹسٹ کے طور پر شہر میں دو دن ہڑتال رہی

بمبئی میں چند روز امن رہنے کے بعد ۱۲ جولائی کو پھر حملوں کا اعادہ ہو گیا۔ گیرگام روڈ میں بعض ہندوؤں نے جو لاٹھیوں اور چھویوں سے مسلح تھے دو مسلمان خوانچہ فروشوں پر حملہ کر کے انہیں زخمی کر دیا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی